سرکاری رپورٹ

سولہواں / بجٹ اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ دوشنبہ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۹۳ء بمطابق ۲۹ ذی الحج ۱۴۱۳ ہجری

فہرست

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
۱۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۱
۲۔	وقفہ سوالات ۔ (سوالات مؤخر کیے گئے لہذا شامل کارروائی نہیں ہیں)	۲
۳۔	رخصت کی درخواستیں ۔	۹
۴۔	سالانہ بجٹ سال ۱۹۹۳ء ۔ ۹۴ء پر عام بحث ۔	
	(i) ڈاکٹر عبدالمالک صاحب	۱۴
	(ii) مولانا عبدالباری	۲۶

جلد

شمارہ

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ ۲۹ جون ۱۹۹۳ء بمطابق ۲۹ ذی الحج ۱۴۱۳ ہجری بروز دوشنبہ زیر صدارت جناب عبدالقہار خان ودان ڈپٹی اسپیکر ۔ بوقت دس بجکر پچیس منٹ صبح صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب عبدالقہار خان ودان (ڈپٹی اسپیکر) السلام علیکم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اجلاس کے باقاعدہ آغاز کے لئے مولانا صاحب تشریف لاکر تلاوت قرآن پاک فرمائیں۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ
از
مولانا عبدالمتین آخوندزادہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیم ۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ۔ وَمِنَ النَّاسِ مَن یَّقُولُ آمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالیَومِ الاٰخِرِ وَمَا ھُم بِمُؤمِنِینَ ۝ یُخَادِعُونَ اللّٰہَ وَ الَّذِینَ آمَنُوا وَمَا یَخدَعُونَ اِلَّا اَنفُسَھُم وَمَا یَشعُرُونَ ۝ فِی قُلُوبِھِم مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا وَلَھُم عَذَابٌ اَلِیمٌ بِمَا کَانُوا یَکذِبُونَ ۔

ترجمہ: اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں ۔ یہ لوگ اللہ کو اور ایمان لانے والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں ۔ حالانکہ یہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکہ دے رہے ہیں ۔ اور اس کا احساس نہیں کر رہے ہیں ان کے دلوں میں روگ مرض تھا تو اللہ نے ان کا روگ مرض بڑھا دیا ۔ اور ان کو ان کے جھوٹ بولنے کی سزا میں عذاب دردناک ہوتا ہے ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ سوال نمبر ۶۱۱، مولانا امیر زمان صاحب اس دوران میر محمد اسلم بزنجو صاحب (صوبائی وزیر) نے جواب پڑھنا شروع کیا۔

(مداخلت)

مولانا امیر زمان۔ جناب اسپیکر۔ یہی سوال گذشتہ اجلاس کا تھا آج پھر اجلاس میں آگیا اسے وقت اسلئے ڈیفر کیا گیا تھا چونکہ وزیر صحت نہیں تھے اس وقت کہا گیا چونکہ وزیر صحت موجود نہیں لہذا میری گذارش ہے کہ جب وزیر صحت خود موجود ہونگے تو اسکا جواب دینگے اسطرح ہم ان سوالات کے بارے میں جتنے خدشے ہیں ان کا ازالہ کر سکیں گے میرا مقصد یہ ہے کہ وزیر صحت جو اس سے متعلق ہیں وہ اس اجلاس میں شرکت نہ کر سکے بہرحال آپ تو وزیر صحت نہیں ہیں۔

میر محمد اسلم بزنجو (صوبائی وزیر) جناب اسپیکر چونکہ پورٹ فولیو تقسیم نہیں ہوئے ہیں پریکٹس کر رہا ہوں کہ شاید یہ محکمہ میرے حصہ میں آجائے اس لئے میں جواب دے رہا ہوں

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ میرے خیال میں مولانا صاحب کل پرسوں کے اجلاسوں میں ہم نے سوالات ڈیفر کئے وہ بھی سارے کافی سوالات تھے آپ کے یہ تین چار سوالات ہیں ان کو بھی ڈیفر کیا جائے اگلے اجلاس کے لئے ؟

مولانا امیر زمان ۔ جنابِ اسپیکر میرا مقصد یہ ہے کہ ان کو اگلے اجلاس کے لئے رکھیں

جناب ڈپٹی اسپیکر ویسے جواب تو ان کے ہیں اگر ان سے آپ مطمئن نہیں ہیں (مداخلت)

میر محمد اسلم بزنجو (صوبائی وزیر) اگر مولانا صاحب کوئی ضمنی سوال کرنا چاہیں تو ہم حاضر ہیں۔

مولانا امیر زمان ۔ جناب اسپیکر میرے خیال میں آپ بھی اس جواب سے مطمئن نہیں جب آپ مطمئن نہیں ہیں تو میں کس طرح مطمئن ہو سکتا ہوں

جناب ڈپٹی اسپیکر ۔ اگر آپ جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو آپ ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔

مولانا امیر زمان ۔ حضور آپ کو صحت کا کوئی علم نہیں ہے تو میں کس طرح آپ سے سوالات پوچھوں؟۔

میر محمد اسلم بزنجو ۔ (صوبائی وزیر) مولانا صاحب اپنے سوال میں فرماتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے کہ بلوچستان ایم ایس ڈی میں کروڑوں روپے

مولانا امیر زمان ۔ پیر حاضر خدمت

نوابزادہ ذوالفقار علی مگسی (قائد ایوان) آج کے اجلاس کے لئے ہیلتھ کا پورٹ فولیو میں نے میر محمد اسلم بزنجو کو دیا ہے اس لئے وہ جواب دینگے۔

مولانا امیر زمان یہ صرف آج کے لئے وزیر صحت ہیں۔ لیکن انکا باقاعدہ نوٹیفکیشن تو ایس اینڈ جی اے ڈی سے نہیں ہوا ہے پہلے وزیر اعلیٰ صاحب اس کا باقاعدہ نوٹیفیکیشن کر دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر ۔ مولانا صاحب اس سے آپ کا کیا تعلق ہے۔ منسٹر صاحب جو کوئی ہوں آپ کو تو جواب دے رہے ہیں آخر آپ کو کیا اعتراض ہے؟

مولانا امیر زمان ۔ حضور وہ کدھر منسٹر ہیں ہیلتھ کے؟ کہ وہ جواب دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر ۔ بہر حال وہ منسٹر تو ہیں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ ۔ حضرت مولانا کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ ایم ایس ڈی میں کیا ہوتا ہے ۔

مولانا امیر زمان ۔ میرا مقصد یہ ہے کہ ان سوالات کو اگلے اجلاس کے لئے رکھیں ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر ۔ اس میں آپ کا ضمنی سوال کیا ہے ؟

مولانا امیر زمان ۔ جب وزیر صحت ہونگے تو ہم ان سے ضمنی سوال کرینگے ۔

ڈپٹی اسپیکر ۔ مولانا صاحب آپ سوال کریں تاہم اگر آپ مطمئن نہ ہوں تو پھر آپ بات کر سکتے ہیں ۔

مولانا امیر زمان جب وزیر صحت ہونگے تو ہم سوال کرینگے بہرحال آج ہم کس طرح مطمئن ہو سکتے ؟

میر محمد اسلم بزنجو ۔(صوبائی وزیر) جناب اسپیکر صاحب مولانا صاحب کو کچھ پتہ نہیں ان کو یہ سوالات کس نے لکھ کر دیئے ہیں ۔

کی مشینری بیکار پڑی ہے اور زنگ آلود ہو رہی ہے جناب والا ایم ایس ڈی سے مشینری اور زنگ کا کیا تعلق ہے ؟ ۔

مولانا امیر زمان یہ تو آپ خود ضمنی سوال کر رہے ہیں ۔جب کہ ضمنی سوال کرنا میرا حق ہے کیونکہ سوال میرا ہے ۔

میر محمد اسلم بزنجو (صوبائی وزیر) میں نے تو جواب دیا ہے ۔

مولانا امیر زمان ۔ میرا مقصد یہ ہے کہ آپ وزیر صحت نہیں ہیں ہم کس سے ضمنی سوال پوچھیں ؟ اگر اسطرح سوالات ڈیفر کردیں تو بڑی فائل بن جائیگی پھر آٹھویں ترمیم کی تلوار [illegible]

مولانا امیر زمان مجھے معلوم ہے آج سویرے سیکرٹری صاحب نے آپ کو بریف کر دیا ہے اسکے لئے آپ کو تیار کیا گیا ہے۔

میر محمد اسلم بزنجو (صوبائی وزیر) جناب اسپیکر۔ میں حلفیہ کہتا ہوں مجھے سیکرٹری نے بریف نہیں کیا ہے۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی۔ (صوبائی وزیر) جناب اسپیکر۔ اسکے لئے ایک سنجیدہ رویہ ہمیں اختیار کرنا چاہیئے یہ سوال پہلے بھی آتے ہیں آج بھی آئے ہیں آئندہ بھی آتے رہیں گے چونکہ وزراء کا پورٹ فولیو تقسیم نہیں کیا گیا ہے۔ لہذا معقول بات یہ ہوگی کہ جتنے بھی سوالات ڈیفر ہوتے ہیں ان کو آج بھی اگلے اجلاس کے لئے ڈیفر کیا جاتے تاہم ہمیں ایک معقول رویہ اس بارے میں اختیار کرنا چاہیئے جہاں تک ان سوالات کا تعلق ہے یہ سوالات اپوزیشن نے کئے ہیں۔ اور گورنمنٹ نے انکے جوابات دینا ہیں اگرچہ پورٹ فولیو کی تقسیم نہیں ہوئی ہے۔ اور چیزیں نہیں ہوئی ہیں اس وقت اسمبلیاں ختم ہو جائیں گے۔ یہاں سوالوں کا انبار جمع ہے۔ سوال آتے رہیں گے ہمیں ایک سنجیدہ رویہ اختیار کرنا چاہیے اسکے لئے اور ان سب کو یکمشت defer ڈیفر کرکے دوبارہ next session نیکسٹ سیشن میں لایا جائے میری یہ تجویز ہے

جناب ڈپٹی اسپیکر میر اسلم بزنجو صاحب آپ کیا کہتے ہیں؟

میر محمد اسلم بزنجو (صوبائی وزیر) ویسے میں تو تیاری کرکے آیا ہوں اگر مولانا

نواب محمد اسلم رئیسانی - (صوبائی وزیر خزانہ) جناب اسپیکر مولانا صاحب نے مجھے یار کہا ہے انہوں نے میرا استحقاق مجروح کیا ہے۔

مولانا امیر زمان - نواب صاحب نے کیا کہا؟ وہ ذرا وضاحت کریں ہم ان کی بات نہیں سمجھے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر - جی وہ اسرار صاحب کے بارے میں کہہ رہے تھے

رخصت کی درخواستیں

محمد حسن شاہ (سیکرٹری اسمبلی) میر اسرار اللہ خان زہری نے اطلاع بھجوائی ہے کہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر وہ آج اسمبلی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے لہذا انکے حق میں آج کی رخصت منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر - سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

(دریں اثنا برقی رو فیل ہوئی اور دوبارہ دس بجکر ستائیس منٹ پر آئی اس دوران ایوان کی کارروائی معطل رہی)

سیکرٹری اسمبلی۔ مولانا نیاز محمد صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ ذاتی مصروفیات کی وجہ سے اسمبلی اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں۔ لہذا ان کے حق میں ۱۲ جون ۹۳ء کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ
آیا رخصت منظور کی جائے
(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔ جناب سردار صالح محمد بھوتانی صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ ضروری ذاتی کام کے سلسلے میں اسلام آباد گئے ہوئے ہیں لہذا ان کے حق میں آج کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ
آیا رخصت منظور کی جائے۔
(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔ جناب سردار چاکر خان ڈومکی نے اطلاع دی ہے کہ کہ وہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر اسمبلی اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں۔ لہذا۔ ان کے حق میں ۱۲ جون ۹۳ تا اختتام اجلاس رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر سوال یہ ہے کہ
آیا درخواست منظور کی جائے۔
(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی ۔ جناب حاجی نور محمد صراف صاحب نے اطلاع دی ہے کہ سرکاری میٹنگ کے سلسلے میں وہ کوئٹہ سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ اور اسمبلی اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں لہذا انہوں نے موجودہ اسمبلی سیشن سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر سوال یہ ہے کہ
آیا درخواست منظور کی جائے۔
(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی ۔ جناب میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ بیمار ہیں جس کی بنا پر وہ اسمبلی اجلاس میں شرکت نہیں کرسکتے۔ لہذا ان کے حق میں ۱۲ جون ۹۳ سے دو یوم رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر سوال یہ ہے کہ
آیا رخصت منظور کی جائے۔
(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔ حاجی علی محمد نوتیزئی نے اطلاع دی ہے کہ وہ اپنے ذاتی کام کے سلسلے میں اسلام آباد جا رہے ہیں جس کی بنا پر ۲۰، ۲۱، ۹۳ جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے۔ لہٰذا انہوں نے ۲۰، ۲۱ جون ۹۳ء دو یوم کی رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ

کیا درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر:۔ مالی سال ۹۴-۱۹۹۳ء کے لئے آج کی بجٹ تقریر کے لئے جو نام آچکے ہیں ان میں مولانا نیاز محمد درانی، صاحب میر کچکول علی صاحب، ڈاکٹر عبدالمالک صاحب اور میر ظہور حسین کھوسہ صاحب تو میں ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کو موقع دونگا کہ وہ بجٹ پر بحث کا آغاز کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ:۔ جناب اسپیکر صاحب! جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں بجٹ ملک کے اقتصادیات کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اور اقتصادیات کسی بھی معاشرے کی سیاسی، سماجی ارتقار کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان اپنے جنم بھومی سے لیکر آج تک جدید نوآبادیاتی نظام کے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے۔ اور ترقی یافتہ ممالک یہاں کے عوام کا استحصال اپنی کیپٹرال قوامی کمپنیوں کے ذریعے سے اور غیر مساویانہ تجارت کے ذریعے اور اپنے قرضوں ہی کی وجہ سے کرتے چلے آرہے ہیں۔ پاکستان کی پیداواری صلاحیتیں روز بروز

گھٹتی چلی جا رہی ہیں۔ اگر اسے کمپیئر compare کریں تو وہ ممالک جن کی آزادی پاکستان سے بعد میں ہوئی تھی ان کے گروتھ ریٹ growth rate اس حد تک بڑھ گئے ہیں کہ اب وہ ترقی یافتہ ممالک کا مقابلہ کر رہے ہیں لیکن ہمارے ہاں جو حال ہی میں Economical اکنامیکل سروے ایشو ہوا تھا اس میں survey گروتھ ریٹ growth rate مزید کم ہو گیا ہے کبھی ہم سیلاب کا بہانہ بنا کر اسے جسٹیفائیڈ Justify کرتے ہیں کبھی بین الاقوامی حالات کو اس کا جواز بنا کر اسے جسٹیفائیڈ Justify کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی بات جو ہے وہ اس ملک کی پولیٹیکل اسٹیبیلیٹی Political stability ہے۔ اور اقتصادی ڈیپنڈنس dependance جو چلا آرہا ہے آئی ایف ایم اور ورلڈ بینک کا اس وجہ سے وہ اپنے اکنامی کو صحیح ری شیپ reshape نہیں کر سکتے۔ اگر ملک کے مجموعی بجٹ کو ہم دیکھیں تو اس میں زیادہ تر پیسے قرضوں کی ادائیگی اور ڈیفنس میں جا رہے ہیں۔ پرائیویٹ سیکٹر ہے اس میں بھی کوئی خاص پذیرائی نہیں ہو رہی ہے گورنمنٹ کے جو بنیادی مسائل ہیں مثلاً ایجوکیشن ہیلتھ ان کی جو ایلوکیشن ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے میرے خیال میں جتنی ایجوکیشن کی لسٹ ہے یا ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن ہے جو ہیلتھ کے لئے عموماً بجٹ ترقی پذیر ممالک کے لئے ریکومنڈ recommend کرتے ہیں وہ اس وقت پاکستان مارگیٹ کو پورا نہیں کر رہا۔ اگر جی این پی (گرینڈ نیشنل پروڈکشن) چھ فیصد یا آٹھ فیصد خرچ کرنے کو کہتے ہیں تو ہمارے ہاں دو فیصد بھی خرچ نہیں ہوتا ہے۔ ایجوکیشن کا بھی یہی پرابلم ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اب ہم اس ایلوکیشن سے ملک کو جو مسائل ہیں۔ انہیں حل کر سکیں گے بلکہ روز بروز آبادی کا جو دباؤ بڑھتا چلا جا رہا ہے اس سے ہم اپنے مسائل کو کم نہیں کر سکتے بلکہ اور زیادہ ہو رہے ہیں اس میں ایک

اور چیز روز بروز واقع ہوتی جارہی ہے۔ یہاں پر جو مراعات یافتہ کلاس ہے یا مراعات یافتہ طبقے ہے چاہے وہ جاگیردار کی شکل میں ہو۔ یا ڈرگ مافیہ کی شکل میں ہو وہ روز بروز بڑھتا چلا جارہا ہے۔ ان کی زندگی میں انکی لائف life میں Charm چارم نظر آرہا ہے۔ ۹۵ فیصد یہاں کے جو غریب طبقہ ہے یہاں کی مڈل کلاس ہے یا عام آدمی ہے یا نام نہاد سفید پوش ہے اس کی زندگی روز بروز بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ اور ان لوگوں نے مسائل کو سلجھانے کی کوشش نہیں کی تو وہ دن دور نہیں ہے۔ کہ ہماری سوسائٹی مکمل طور پر انارکی anarchy سوسائٹی میں تبدیل ہو جائے گی۔ جہاں تک بلوچستان کے بجٹ کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ریونیو بجٹ ۸۴۲ کروڑ روپے کا وزیر خزانہ صاحب نے پیش کیا ہے جس میں ترقیاتی بجٹ ۲۵۴ کروڑ کا ہے بشمول غیر ملکی donation ڈونیشن کے ساتھ ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ بدقسمتی ہے اور میں اس کا ذاتی طور پر پانچ سال کا گواہ ہوں کہ جب سے بجٹ پراسسنگ budget processing شروع ہوتا ہے چاہے جو بھی گورنمنٹ رہی ہے کہ جمالی صاحب کی حکومت ہو۔ یا جو پہلے کی حکومتیں ہوں اس میں جو عوامی نمائندے ہیں جو اراکین اسمبلی ہیں ان کے لئے مشکل ہے وہ یا تو ہماری سمجھ سے بالاتر چیز ہے یا ہم خود دلچسپی نہیں لیتے ہیں جو بجٹ بھی۔ بیوروکریٹ کسی بھی حکومت کے سامنے آخری دنوں میں لاکر رکھ دیتے ہیں کہ صاحب آپ اس کو منظور کریں ہم نے یہ بجٹ تیار کیا ہے چیف منسٹر کوئی بھی ہو گورنمنٹ چاہے جس کی بھی ہو اسکے سامنے اس بجٹ کو پیش کرنے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے میں ایک چیز پر زور دے رہا ہوں خاصکر چیف منسٹر کی خدمت

میں اور دوسرے کولیگ colleagues کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم اس مسئلے کو نہیں سمجھ سکتے ہیں تو اس کو سمجھنے کی کوشش کریں ہمارے جتنے بھی بیوروکریٹ ہیں ان کے ساتھ جس کی بھی گورنمنٹ ہوں ہم ان کے ساتھ کوارڈینیٹ coordinate کرکے پراسس کو process آگے جائیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ جو ہمیں دیا گیا ہے نہ کسی دوست کو پتہ ہے کہ کس مد میں کتنی رقم رکھی گئی ہے اس کے باوجود جو کچھ بھی ہے ہمارے سامنے ہے اس میں جو کچھ بنیادی باتیں ہیں وہ میں ایوان کے سامنے رکھتا ہوں کہ اگر آپ کے ڈویلپمینٹل بجٹ developmental Budget ۔ ۴۵ کروڑ ہے یہ فگرز تو ہم ہر وقت دیکھتے ہیں یہ فگرز تو یہاں ہر سال پیش ہوتے ہیں اس پر تقاریر ہوتی ہیں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ بجٹ کو کیسے ایمپلیمنٹ Implement کرنا چاہیئے یہ جس سیکٹر میں بھی ہو میری وزیراعلیٰ صاحب سے گذارش ہے کہ آپ پورے اس اے ڈی پی کو دیکھیں تو اس میں زیادہ سکیمیں جاری اسکیمیں ہیں جاری اسکیموں کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ شاید فنڈز کی کمی رہی ہے اور اس کو آگے بڑھا دیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ فنڈز کی کمی کی بڑی وجہ یہ رہی ہے۔ کہ اس کے ٹارگٹنگ targeting میں سکیم کو پراپر پراسسنگ proper processing نہیں کرتے ہیں ہمارے ہاں یہ ہوتا ہے کہ جب دوسرے بجٹ کے لئے ایک دو ماہ رہ جاتے ہیں تب آپ کے ریلیزز releases ہوتے ہیں آپ کے پی سی ون جاتے ہیں میری گذارش ہے یہاں جو سنیئر بیوروکریٹ اور یہاں چیف منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں میں ان سے گذارش کرونگا کہ کم از کم جو بھی بیوروکریٹ نے دیا ہے اور آج ہم اس کو منظور کر رہے ہیں اس کے لئے ہمیں ایک خاص

وقت مقرر کرتا ہے کہ اس کے لئے پی سی ون کب سب مٹ submit کرنے ہیں
کب اس کے releases ریلیز کرنے ہیں ان کے لئے فنڈز کب آجائیں گے
اور ہماری ٹارگٹ target کتنی ہے یہ چیزیں ہم ابھی سے فکس کرلیں تو ہر
سال جو یہ جاری اسکیموں کا بوجھ ہوتا ہے پڑتا رہتا ہے وہ نہ ہو سپلیمنٹری بجٹ
جو ۱۵۰ کروڑ روپے کا پیش کیا گیا اسکی بھی ایک عجیب فلاسفی ہے جتنے
خرچ کرنے ہوتے ہیں وہ کر لیتے ہیں جو بھی گورنمنٹ ہو پھر اسکو منظور کرنے
کے علاوہ کوئی اور چارہ ہی نہیں ہے کہ یہ بجٹ ہے بھائی اسکو منظور کر لو
اور یہ بہت مختصر وقت میں پیش کیا جاتا ہے کہ اس کو منظور کریں ضمنی بجٹ
میں کیا ہے۔ کیا نہیں ہے اس کا کسی کو علم نہیں ہے ہم کو بھی علم نہیں ہے
جو یہاں ضمنی بجٹ پیش کیا جاتا ہے ہمیں ایک شارٹ نوٹس دیا ہے کہ
فلاں مد میں ہم نے یہ خرچ کر لیا ہے۔ اسکیمیں ہم بناتے ہیں اسکو ریلیز
کرتے ہیں ہم ضمنی بجٹ میں ڈویلپمنٹل اور نان ڈویلپمنٹل Non-development
بجٹ ان کو کم کریں جہاںتک اے ڈی پی کا تعلق ہے اس کے بارے میں اپنے
حلقے کے متعلق کچھ کہوں گا کہ ویسے بھی کئی مدات ہیں یا محکمانہ ایلوکیشن
allocations ہے میجارٹی میں میرے حلقے کی کوئی بھی اسکیم اس میں نہیں ہے
لیکن ہم ٹوٹل بجٹ کو جو دیکھتے ہیں اس میں واٹر سپلائی۔ اریگیشن۔ روڈز
ایجوکیشن یہ کچھ ایسی چیزیں ہیں جن پر ہمارا کافی انحصار ہے اب اندازاً جو اے ڈی
پی کی اسکیمیں ہیں کوئی ۹۱ ۲ نئی اور جاریہ اسکیمیں ہیں ان میں سے میرے حلقہ
کی صرف ایک اسکیم ہے اب اس کے لئے کیا کیرٹیریا critaria تھا پی اینڈ ڈی
نے یا محکمے نے کونسا critaria کیرٹیریا رکھ کر یہ اسکیمیں تقسیم کی ہیں۔ بہرحال

میں یہ کہتا ہوں کہ میرے حلقے کے ساتھ بہت زیادتی ہے کہ ۲۹۱ اسکیموں میں سے صرف میرے حصے میں ایک اسکیم آئے تو دوسری بات جو ایریگیشن یا واٹر سپلائی میں جو اسکیم دی گئی ہے ان میں سے میرے حلقے کا زیرو ہے تو sanitation سینیٹیشن کے لیے جو سوشل ایکشن پلان میں رکھے گئے ہیں ہماری تربت کی ٹاؤن کمیٹی کو بھی اس لیے توڑا گیا تھا کہ اس میں گندگی بہت زیادہ ہے تو میں وزیراعلیٰ صاحب سے گذارش کرتا ہوں کہ آپ پیسے دیں گے تو لوگ کچھ صفائی کرسکیں گے میں سمجھتا ہوں کہ سینیٹیشن کی مدمیں اور جو مختلف محکموں کی متعلق میں نے نشاندہی کی ہے اس میں میرے حلقے کو اکاموڈیٹ accommodate کیا جائے۔

ایک اور اہم مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بلوچستان کی جو آمدنی ہے وہ انتہائی کم ہے میں سمجھتا ہوں جو اس کا اندازہ ہے ۔ ۴۴ کروڑ ہے جو نہ ہونے کے برابر ہے آیا اس کے لیے ہم بلوچستان میں اس کے لیے کوئی پلاننگ کرسکتے ہیں جس میں ہم اپنے ریونیو کی رائیلٹی اور سرچارج سے ہٹ کر بلوچستان میں ہم اپنے ریونیو کو بڑھا سکتے ہیں تو ضرورت اس امر کی ہے وزیراعلیٰ صاحب سے بھی میرے گذارش ہے کہ وہ اس سلسلے میں خاص پلاننگ کریں بصورت دیگر جو سلسلہ مفت خوری کا شروع ہو گیا ہے اس کو اگر ہم دیکھیں تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ بلوچستان میں ڈویلپمنٹل سیکٹر developmental sector میں کچھ پیسے نہیں رہے گا۔ اور خاص طور پہ مائنیز میں فنڈز کو ترقی دے کر ٹیکس لگا کر اپنی آمدنی کو بڑھا سکتے ہیں جو اب ٹیکسیشن taxation ہے وہ بیس۔ بیس ۲۰ سال پہلے جو نظام تھا وہ اس طرح ہے ۔ میں کہتا ہوں اس

سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب کو special task اسپیشل ٹاسک دے کے اس
پر ورک آؤٹ workout کیا جائے کہ ہم اگر سائنز میں شاید میرے کچھ دوست
اس سے اختلاف کریں گے یا اس کی مخالفت کریں گے۔ بہرحال میں اپنا مشورہ آپ کو دوں گا
کہ اس میں جو کمزور پہلو ہے کہ ہم کس طرح اپنے ریونیو کو زیادہ بہتر کرسکتے ہیں
فشریز ایک ایسا محکمہ ہے جس سے ہم اپنی انکم کو بڑھا سکتے ہیں اپنے لوگوں کی سماجی
زندگی کو بہتر کرسکتے ہیں لیکن وہاں پہ پراپر اٹینشن proper attention نہ ہونے کی
وجہ سے وہاں ہماری انکم کوئی خاص نہیں ہے۔ انڈسٹریز کے حوالے سے
میں سجیشن suggestion دوں گا کہ اس وقت بلوچستان میں بے روزگاری سب سے
بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے چاہے سکل (skilled) ہو یا نان سکلڈ
(Unskilled) ہوں اس کے لئے جو پوسٹیں کری ایٹ (create)
کی گئی ہیں پانچ ہزار اس سے ہم لوگوں کو روزگار صحیح طریقے سے نہیں دے سکتے
ہیں ہم صرف جو ہمارے اپنی گورنمنٹ جو جاب کری ایٹ Job create کرتا ہے اس سے
بے روزگاروں کو صحیح طور پہ روزگار نہیں دے سکتے اس کے لئے ہمیں انڈسٹریلائز
Industrialize کی طرف جانا ہوگا کم اگر ہم ہیوی انڈسٹریز کی طرف نہیں جا سکتے
ہیں تو کم از کم سمال انڈسٹریز کے لئے ہم اقدامات کریں چھوٹے چھوٹے لون
کی اسکیمات بنا کر ہم اپنے انڈسٹریز کو ڈویلپ develop کرسکتے ہیں اگر ہم اس
پراپرلی اٹینشن properly attention دیں اگر ہم نے پراپرلی اٹینشن نہیں دیا اور
بلوچستان میں بے روزگاری کا جو سچویشن situation بن رہا ہے اور شاید ایک
دن ایسا آئے کہ یہ سچویشن ہمارے ہاتھ سے لا اینڈ آرڈر کا ایک ایسا پرابلم
کری ایٹ create ہوگا جس کو ہم پھر بعد میں روک نہیں سکیں گے۔ جناب اسپیکر

صاحب میں ایک چیز آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ جتنے بھی اے ڈی پی یا جو بھی بجٹ ہم لے آتے ہیں اور اس میں ایلوکیشنز allocation دیتے ہیں چاہے ایجوکیشن کو یا ہیلتھ کو یا ایگریکلچر کو اس میں بنیادی بات جو ہے جو خامی ہے وہ مس مینجمنٹ mis management کا mis management ہے مس مینجمنٹ میں بہت سی باتیں آ جاتی ہیں سب سے بڑی جو بلوچستان میں جو وبا رہی ہے وہ کرپشن کی ہے اگر ہم سب نے اس مسئلے کو سنجیدگی سے سوچا نہیں اس کے کوئی بہتر ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہم کرپشن کو بالکل ختم کر سکتے ہیں لیکن اگر ہم اس کو ختم نہیں کر سکتے ہیں تو کم از کم اسکو کم کریں اس وقت بلوچستان میں مختلف محکموں میں کہیں چالیس پرسنٹ کہیں پچاس پرسنٹ اور کہیں ساٹھ پرسنٹ پرسنٹیج چل رہا ہے اب اگر آپ چار سو کروڑ روپے کی اے ڈی پی فلوٹ float کرتے ہیں۔ تو اس میں آؤٹ رائٹ outright اگر پچاس فیصد کمیشن کو آپ لے لیں تو اس میں اسٹریٹلی straightly دو سو کروڑ روپے کرپشن میں چلا جائے گا تو کانٹریکٹرز contracters کے پندرہ بیس پرسنٹ تو جو حقیقی کام ہوگی وہ کوئی بیس پچیس پرسنٹ سے زیادہ نہیں ہوگی اگر ہم اس مسئلے کو جب تک اس کے بارے میں نہ سوچیں اور اس کے لئے کوئی پلاننگ نہیں کریں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تمام فگرز کتابوں کی حد تک تو ٹھیک لیکن بلوچستان کی ترقی کی حد تک یہ بالکل ناممکن ہے ہم ترقی نہیں کر سکتے ہیں۔ اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے جن محکموں میں لیکیجز leakages ہو رہے اس کو ہم کس طرح کم کر سکتے ہیں چار سو کروڑ کی اے ڈی پی کو ہم کس طرح امپلیمنٹ Implement کروا سکیں اس کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کو

پلاننگ کرتے ہیں وزیر خزانہ صاحب کو اس سلسلے میں دوستوں کو اعتماد میں لے کر ہم سب کی ذمہ داری ہے چاہیے ہم اگر بحیثیت ایک ٹیم ہم اسکو امپلیمنٹ Implement نہیں کر سکے تو اس کے پھر ہم ذمہ دار ہوں گے میں یہ نہیں کہہ سکتا ہوں کہ یہ منگی صاحب کی وجہ سے امپلیمنٹ Implement نہیں ہو رہا ہے اس میں کریڈٹ بھی ہم سب کو جائے گا اور اگر اسکے ڈی میرٹس demerits ہوں گے تو اس کی ذمہ داری ہم سب پر ہوگی میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت اور اب ہمیں ضرورت ہے کہ ہم بلوچستان کی ترقی کے لئے سنجیدہ ہو جائیں۔ اور نان ڈویلپمنٹ ایکسپینڈیچر Non development expendeture کو جس حد تک ہم اس کو کم کر سکتے ہیں اور مزید اس کو کٹ لگائیں جس طرح منسٹر فنانس نے کہا کہ Non-development نان ڈویلپمنٹ پر ہم نے دس فیصد cut کٹ لگا کے اس کے خسارے کو ہم نے کم کی" یہ تمام صورتحال اس وقت ممکن ہے۔ کہ ہم اپنے خامیوں کو نکال لیں جب تک ...... اگر مجھے پیسے کا شوق ہو گا۔ پیسے یقیناً مجھے محکمہ سے ہی ملے گا اور محکمہ کسی بجٹ سے کاٹ کر مجھے دے گا اگر ہم اپنی خواہشات کو کم کر سکتے ہیں ہم انفرادی سوچ کو اجتماعی سوچ کو تقویت دے سکتے ہیں تو بلوچستان کے جو پچاس لاکھ کی آبادی ہے اس کو develop ڈویلپ کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا مشکل کام نہیں ہے۔ کہ ہمارے پاس پلاننگ ہو ہمارے پاس ایمانداری ہو ہم اپنے لوگوں کو ایک بہتر زندگی دے سکتے ہیں ایک دو اہم مسئلے ہیں جس کی جانب میں وزیر اعلیٰ صاحب کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ کہ واٹر پورٹ waterport کے سلسلے میں بہت کچھ ہو رہا ہے اور ہم سُن رہے ہیں لیکن اس کے لئے جو پلاننگ

جناب اسپیکر ! آخر میں اپنی تقریر کو سمیٹتے ہوئے میں کہونگا کہ ہم سب ملکر اس بجٹ میں سالانہ ترقیاتی پروگرام جو ہمارے فنانس ڈیپارٹمنٹ نے تیار کی ہے اس کو ایمپلیمنٹ Implement کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم اس (اے ڈی پی) کو ایمپلیمنٹ Implement کرنے میں کامیاب ہوئے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ اور اس کی ٹیم کی بڑی کامیابی ہوگی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ مولانا عبدالباری

مولانا عبدالباری۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر اور معزز اراکین اسمبلی بجٹ لفظ کے معنی آمدنی اور خرچ کا توازن۔ یا بجٹ لفظ کے دوسرے معنی میزانیہ ملک کی اقتصادیات میں توازن پیدا کرنا موجودہ دانشوروں کا خیال ہے کہ بجٹ کی ابتدا فرانس کے انقلاب کے بعد ہوئی لیکن مؤرخین حضرات بالاتفاق اپنے کتابوں میں لکھتے ہیں کہ بجٹ کی ابتدا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظام حکومت نو محکموں پر مشتمل تھیں۔ جس میں تین محکمے نمایاں تھے۔ نمبر ۱۔ محکمہ شرطی جو پولیس کا محکمہ نمبر ۲۔ محکمہ نظارہ جو نگرانی کا محکمہ تھا۔ نمبر ۳۔ محکمہ احتساب شکایات کی جانچ پڑتال کرنے والا محکمہ۔ میرا اس گورنمنٹ سے یہ گلہ ہے۔ کہ اسمبلی فلور پر جو بجٹ پیش کی گئی ہے۔ وہ انگریزی زبان میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کی تفصیل کا علم شائد بیوروکریسی اعلیٰ الحکام کے ساتھ ہوگا۔ اور ہمارے اکثر اراکین اسمبلی کے ساتھیوں نے اس بجٹ کا مطالعہ نہیں کیا اور پھر بجٹ پہ بحث کرنے کے لئے صرف تین دن مختص کی ہے

بلوچستان کی حکومت کو کرنا چاہیئے وہ نہیں ہو رہا ہے وہاں ڈیپ پورٹ Deepport
بنے گی وہاں سکلڈ یا سیمی سکلڈ skilled and semi skilled
لوگوں کی ضرورت پڑے گی میں یہ سمجھتا ہوں کہ گوادر میں اس وقت شاید دو
سال کے بعد بنے یا تین سال تک بنے لیکن ہمیں یہ تمام پلاننگ کرنی پڑے گی جس
کی ہمیں کل ضرورت پڑے گی میں وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آپ
ایک ٹی ٹی سینٹر اور ایک ٹیکنیکل کالج وہاں کھول دیں تاکہ کل جو آپ کو وہاں
ضرورتیں ہوں گی آپ اس کو وہیں سے پورا کر سکیں ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے اسے
مجھے کہنا تو نہیں چاہیئے کیونکہ میں بلوچستان اسمبلی لائبریری کی کمیٹی میں نہیں ہوں
اس میں شاید میر محمد علی رند صاحب ہیں جام صاحب ہیں اور مولانا صاحبان میں سے
ایک ہیں میں کہنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان اسمبلی کی لائبریری کو کچھ بہتر بنانے
کی ضرورت ہے جو ایک لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اس میں سے کوئی ۵۰ ساٹھ ہزار
روپے تو صرف اخبارات پر چلے جاتے ہیں ہم نئی کتابوں کو جو آتے ہیں ان کو پرچیز
نہیں کر سکتے ہیں purchase میں وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ صاحب سے
درخواست کروں گا کہ بلوچستان اسمبلی کی لائبریری کی گرانٹ کو بڑھائیں۔ اور ساتھ
یہ عرض بھی کروں کہ ایک زمانے میں سول ہسپتال میں سنڈیمن لائبریری ہوا کرتی
تھی اس وقت اسکی ساری کتابیں وغیرہ ایک کمرے میں بند پڑی ہیں اور ان کے
سو فیصد ضائع ہونے کا خدشہ ہے۔ لہٰذا ان کتابوں کو بلوچستان صوبائی لائبریری
یا تو بلوچستان صوبائی اسمبلی کی لائبریری کو دیا جائے تاکہ یہ علمی سرمایہ ضائع ہونے سے
بچ جائے۔ پچھلے سال گورنمنٹ نے بلڈوزر کے گھنٹوں کی قیمتوں کو بڑھایا تھا۔ میں
سمجھتا ہوں ان کو بھی کم کیا جائے

مشترکہ مفادات کونسل جو صوبائی پیداوار کو صوبوں میں تقسیم کر رہی ہے یا قومی مالیاتی کمیشن جو وفاقی قابل تقسیم محصولوں کو جو صوبوں میں تقسیم کر رہی ہے وہ آبادی کی بنیاد پر ہمیں معلوم ہے کہ بلوچستان کی آبادی ۵۰۱۴ لاکھ اور بلوچستان کا رقبہ ۴۸ فیصد ہے ان دونوں کا تناسب کر کے ہم کو یہ بتلا سکتے ہیں کہ اس وقت جو ہمارے صوبے پہ جبر اور ظلم ہو رہا ہے وفاق کی طرف سے اور ہم لوگوں نے اس ظلم کے خلاف کوئی مؤثر انداز سے کوئی قدم اور نہ کوئی آواز اٹھائی ہے۔ بلوچستان کو فی مکعب فٹ جو گیس کا معاوضہ دے رہا ہے وہ ہے پانچ روپیہ اور سندھ کو ۲۲ روپے ملتا ہے یہ بھی بڑی بدقسمتی ہے کہ سندھ کو پوری رائیلٹی ملتی ہے اور بلوچستان کو کم اور اگر ہم تخمینہ کریں بلوچستان کے حساب سے یعنی پانچ روپے کے حساب سے تو کم از کم بیس ارب کی رائیلٹی بنتی ہے لیکن بیس ارب منافع کے تخمینہ سے ہمیں تھوڑا ملتا ہے باقی سارا وفاقی حکومت ہارس ٹریڈنگ پر خرچ کرتی ہے۔ نو مدات سے صوبائی ٹیکسیز ایک سو چالیس ۱۴۰ کروڑ ہم سمجھتے ہیں کہ ٹیکسیز ہم صوبے کی حد تک وصول نہیں کر سکتے اس کے لئے جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ایک مستقل پلاننگ کی ضرورت ہے اور ابھی تک اتنا کم ٹیکس نو مدات میں سے صوبائی ٹیکسیز بہت کم ہے اور یہ ہمارے صوبائی حکومتوں کی نا اہلی ہے گیس سرچارج ۴۱۵۰ ملین رائیلٹی یا ایکسائز قدرتی گیس ۱۳۱۳ یہ ہم کو دے رہا ہے فیڈرل گورنمنٹ وہ بھی اس طریقے سے کہ جس طرح ہم سوال کرتے ہیں ہم سائل ہیں اور قدرتی وسائل کی مالک فیڈرل گورنمنٹ ہے اس ایوان کے توسط سے ہم پھر درخواست کرتے ہیں کہ قدرتی وسائل پر صرف صوبے کا کنٹرول ہونا چاہیئے اور اس کو صوبہ بلوچستان کے حوالے کرنا چاہیئے اور صوبہ بلوچستان کی حکومت کا کنٹرول ہوگا اسطرح جمعیت علماء اسلام کا یہ منشور

حالانکہ یہ صوبے اور اس کے اقتصادی نظام کا جائزہ اور توازن کا مسئلہ ہے اس کے لئے کم از کم دس دن یا پندرہ ہونی چاہیئے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر رکن اسمبلی کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ بجٹ کا توازن اپنے اور نظریے اور منشور کے کے حوالے سے اس پر تبصرہ کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان وجود میں آیا اس مقصد کے لئے برصغیر کے خطے میں مسلمانوں کا ایک ملک قائم ہو جائے۔ اسلامی تشخص کا یہی معنی ہے۔ ملک میں تعلیم اسلامی بنیادوں پر اور تہذیب اسلامی بنیادوں پر اور ملک کے کونے کونے میں نظام حکومت اور نظام معاشرہ پورا پورا اسلام کے موافق ہو افسوس کی بات ہے۔ کہ امریکہ میں جو بجٹ پیش ہوتا ہے۔ اسی بجٹ اور ہمارے ملک کے بجٹ میں کوئی فرق نہیں۔ اسلامائزیشن Islamization کے حوالے سے اور اس کے ساتھ ساتھ امریکی بجٹ میں عیسائی مشنری کے لئے مذہب کے نشر و اشاعت کے لئے بجٹ میں کچھ رقم رکھا جاتا ہے۔ اور ہمارے ملک اور ہمارے صوبے کا جو بجٹ ہے اس میں مذہب اور مذہبی اقدار کو بلکل نظرانداز کیا ہے۔ جناب والا۔ اگر آپ اور دیگر اسمبلی اراکین کا مطالعہ ہو گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور حکومت میں محکمہ تعلیم میں باقاعدہ تبلیغ اور نشر و اشاعت کا علیحدہ محکمہ تھا۔ افسوس کی بات ہے کہ یہاں ترقیاتی بجٹ بنائی گئی ہے اور غیر ترقیاتی بجٹ بنائی گئی ہے لیکن معاشرے کی اصلاح کیلئے اور محکموں کے اصلاح کے لئے کوئی رقم نہیں رکھا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ چاہے رائلٹی کی رقم زیادہ ہو یا کم۔ ہمارا صوبہ تب ترقی کر سکتا ہے جب ہمارے صوبے میں ایک ایسا نظام ہو۔ ایک ایسی مشینری ہو جو پریشانی اور کرپشن سے صاف ستھرا ہو۔ مشترکہ مفادات کی کونسل جو صوبائی پیداوار صوبوں پر تقسیم کرتا ہے۔ یا قومی مالیاتی کمیشن جو وفاقی محصولیات جو صوبوں میں تقسیم کرتی ہے۔

ہے۔ اور اس کے بعد مرکز اور صوبے کے درمیان اچھے تعلقات بن سکتے ہیں یہاں میں نے کچھ کتابوں سے استفادہ کیا ہے سیلز ٹیکس یعنی کارخانوں سے دیا ہوا چیز بازار میں اس پر ٹیکس ہے پندرہ فیصد یعنی ۱۰۶۸ میلین وفاقی ایکسائز ڈیوٹی جس میں بلوچستان کا حصہ ہے ۲۱۹ میلین صوبے کو ایکسائز اور ٹیکس کا حصہ ملتا ہے وہ آبادی کی بنیاد پر ہم سمجھتے ہیں کہ بلوچستان رقبے کے لحاظ سے اتنا بڑا اور وسیع صوبہ ہے جو ۴۸ فیصد پر مشتمل ہے آبادی اور رقبے دونوں کا توازن کر کے پھر صوبے کو محصولات دی جائیں کارپوریشن ٹیکس ۱۵۵۹ میلین کپاس پر آمدات ڈیوٹی ۲۵ میلین وفاقی گرانٹ ۱۰۷ میلین اور خصوصی پروگراموں کے لئے ۲۳۶۰ میلین جسکا خلاصہ بنتا ہے ۸۷۰۳ میلین وفاقی محصولات کا اس میں صوبے کا حصہ اور صوبائی محاصل ہے اسی طرح غیر ملکی گرانٹ ہے ۳۱۴ میلین تو کل آمدنی بنتی ہے ۱۲۹۵۲ اور کل اخراجات ہے ۱۱۵۰۷ غیر ترقیاتی اخراجات ۸۴۴۳ اور ترقیاتی بجٹ ۴۵۲ کروڑ اور فاضل بجٹ جس کا علیحدہ نام رکھا گیا ہے۔ بلاک ایلوکیشن یعنی روکا ہوا رقم ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے سات سو کروڑ فاضل بجٹ پیش کیا اور پھر ایوان کے اراکین سے انہوں نے منظوری لی ہے میں یہ نہیں سمجھتا ہوں کہ سات سو کروڑ فاضل بجٹ کا حصہ بنتا ہے یا نہیں ہمارے مطالعے کے مطابق بجٹ فرانسیسی لفظ ہے اسکے معنی ہیں توازن رکھنا اقتصادی توازن اور اس کا معنی ہے میزانیہ جب کسی چیز کی مد معلوم نہ ہو تو پھر کسی اندازے اور کس قانون کے تحت وہ ایوان سے پھر منظوری لیتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ ۷۰۰ سو کروڑ کے فاضل بجٹ میں یہاں بتایا گیا اس کا معنی یہ ہے کہ ہم مرکز کو یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ بلوچستان کے لئے اس کی خوشحالی اور ترقی کے لئے کسی چیز

کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم پیسوں سے مالا مال ہیں۔ سات سو کروڑ ہمارا فاضل بجٹ ہے تو میں یہ نہیں سمجھتا ہوں کہ کس حکمت عملی کے ساتھ فاضل بجٹ انہوں نے پیش کیا بات یہ ہے کہ انہوں نے منصوبہ بندی کرکے پھر یہ فاضل بجٹ ترقیاتی بجٹ میں خرچ کرے۔

نوابزادہ محمد اسلم رئیسانی۔ وزیر خزانہ۔ جناب اسپیکر صاحب مولانا صاحب جو یہ سات سو کروڑ سرپلس کا بتا رہے ہیں۔ وہ سرپلس کا سات سو کروڑ کہہ رہے ہیں یہ کسی اور مد میں سات سو کروڑ کی بات کر رہا ہے سرپلس تو ستر کروڑ ہے؟۔

مولانا عبدالباری۔ جی سات سو ملین ہے۔ جناب اسپیکر صاحب اور پھر بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارا ملکی نظام اقتصادی نظام سود پر ان کی بنیاد ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ جس طرح شریعت مطہرہ میں سود حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ (عربی) اور ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ سود کا فائدہ صرف بالا دست طبقے کو پہنچ سکتا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ سارا خزانہ کسی ایک جاگیردار کے پاس چلا جائے وہ ان کے ساتھ جمع ہو جائے سود کا معنی ہے ارتکاز۔ ارتکاز جس طرح اسلامی نظام میں حرام ہے اسی طرح مارکسزم میں بھی ناجائز ہے۔ اور ارتکاز سود صرف سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد ہے اور میں وہ دیکھ سکتا ہوں کہ اس سود کی وجہ سے جس سود پر ہمارے اقتصادی نظام کی بنیاد ہے ہمارا منافع اصل زر سے زیادہ ہے نقد ترقیاتی قرضہ جات اصل زر ۱۴۳۰۷۴۸ ملین اور منافع ۱۶۴۱۰۸۳۱ یہ ہماری بدبختی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سود آپ کے ملک اور آپ کے ملک کی ترقی اور خوشحالی کو پسماندگی کی طرف دھکیل رہا ہے

جناب اسپیکر صاحب حقیقت اگرچہ تلخ ہوئی ہے لیکن حق گوئی ہمارا فرض منصبی ہے ہم ضرور اسی قلوزران خامیوں کی نشاندہی کرینگے۔

جناب والا! جو خامیاں اس بجٹ میں ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس بجٹ میں تعیش ہے اس بجٹ میں اصلاح نہیں ہے نہ کرپشن curruption کی اصلاح ہے نہ ڈیپارٹمنٹ کی اصلاح ہے نہ بجٹ میں بیوروکریسی کی کوئی اصلاح ہے نہ کوئی فسار مولا دیا ہے اصلاح کے لئے لہذا اس بجٹ کی بنیاد تعیش ہے اصلاح نہیں اور اسی بجٹ کی بنیاد سود ہے جو غیر ملکی قرضے ہیں یا Loans ملک جو قرضے ہمیں دے رہے ہیں یہ ہم نہ میندارون کو نقد کی تشکل میں یا کوئی اور دے رہے ہیں وہ قرضے بھی سود کی بنیاد پر دے رہے ہیں۔ اور سود کا آخری نتیجہ ہوگا بربادی اور معاشرہ آپس میں لڑ پڑے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ فالتو اخراجات یہ جو غیر ترقیاتی بجٹ ہے ۱۸۲۳۷ اور ترقیاتی بجٹ ۴۵۲ تو ترقیاتی بجٹ دو حصوں سے تقریباً غیر ترقیاتی بجٹ سے کم ہے اس کے معنی ہے تعیش اور اصراف اور بلکہ یہ بجٹ اصراف سے آگے لے کر تعظیت تک پہنچ گیا ہے اور اللہ تعالی فرماتے ہیں مبذرین کے بارے میں (عربی) ترجمہ تبذیر کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں مناسب یہ ہے ہم کچھ تجاویز ضرور دینگے کہ انتظامی قانون کے تحت شعبہ احتساب صوبائی سطح پر قائم ہو جائے جیسے کہ وفاق میں جو عام لوگوں کی درخواستیں اور شکایات وزیروں کے بارے میں سیکرٹیریوں کے بارے میں کمیشنروں کے بارے میں سینیٹ کے بلوچستان کے سارے اضلاع میں قاضی عدالتیں قائم کی جائیں اور قاضیوں کو لا محدود اختیارات دے جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ ایک کمی ہے کہ اس وقت بعض اضلاع میں قاضی سیسٹم ضرور ہے لیکن فوجداری مقدمات کے سلسلے میں ان کے

ساتھ کوئی اختیارات نہیں ہیں مالیاتی مد میں وہ صرف ۵۰ ہزار تک وہ کسی ادارے کا فیصلہ کر سکتے ہیں ۔ ۵۰ ھزار سے آگے کوئی فیصلہ قاضی صاحب نہیں کر سکتے ہیں تو اس کے معنی ہے اسلام کو بے بس کرنا اور اسلام کو صرف غیر فوجداری مقدمات کی حد تک وہ ۵۰ ھزار کی حد تک محدود رکھنا اور ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ ضرور ہر انسان کے اندر خامیاں ہوتی ہیں قاضیوں کے اندر بھی خامیاں ہیں یہ ہم بھی سمجھتے ہیں لیکن یہ قاضی حضرات کو وہ ادارہ سلیکٹ select کرتے ہیں جس کا نام ہے پبلک سروس کمیشن پبلک سروس کمیشن خود اسلام اور اسلامی احکامات سے نابلد ہے وہ کس طریقے سے قاضی سلیکٹ select کرینگے کس طریقے سے قاضی سے انٹرویو لیں گے قاضی کے تربیت کے لئے یہاں بلوچستان میں ایک تربیتی ادارہ قائم کیا جائے قاضیوں کی تربیت کے لئے بلوچستان تربیتی ادارہ قائم کیا جائے جناب اسپیکر حقیقت کچھ تلخ ہوتی ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بجٹ ۹۴-۹۳ کا بجٹ صرف بیوروکریسی کا بجٹ ہے جو یہاں وزیر خزانہ صاحب کے ہاتھ میں دیا ہے اور یہاں پیش کیا اور بہت اچھے رنگ میں اس دفعہ سرخ رنگ دیا ہے ۹۴-۹۳ کو لہذا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بیوروکریسی کا بجٹ سیکرٹریٹ میں پیش ہونا چاہیئے کیونکہ اس کو اسمبلی میں پیش کر دیا میں سمجھتا ہوں کہ اسکا بجٹ پر نہ اسلامی ماہرین کو بلایا گیا ہے نہ اقتصادی اکنامکس کے ماہرین کو بیٹھایا گیا ہے لہذا یہ بجٹ قابل اصلاح تو ہے اصلاح ہونی چاہیئے اسپر اسلامی ماہرین اور اقتصادی ماہرین بیٹھا کر کے اس بجٹ کی اصلاح ہونی چاہیئے اور جناب اسپیکر یہاں پر ڈیپارٹمینٹس کی جو لسٹ دی گئی ہے عمومی نظم و نسق کے لئے ۵۳۰۷ میلین ہم بھی سیکرٹریٹ میں رہے ہیں جناب اسپیکر کوئی نظم و نسق نہیں ہے عمومی نظم و نسق کا فقدان ہے اسکی ضرور اصلاح کرنی ہے ڈرائیور سے لیکر سیکریٹری کی حد تک بھر گھپلے آپ کو بھی معلوم ہیں اور یہاں لیویز اور پولیس کے لئے رکھا گیا

ہے ۹۰۰ سو میلین لیویز کا کردار بھی آپ کو معلوم ہے لیویز کا کردار کہ اکثر قبائلی جھگڑوں میں لیویز والے خود فریق ہوتے ہیں ہمارے ضلع پشین میں جتنے بھی جھگڑے ہوتے ہیں خصوصاً گلستان کا جھگڑا لیویز اکثر فریق ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں بلوچستان کی حد تک کہ صرف خوانین اور بڑے لوگوں کا آلہ کار ہیں۔ اور یہ پولیس سر سے لیکر پاؤں تک رشوت ہی رشوت ہے اور جو پولیس کے تھانے ہیں وہ راتوں رات بکتے ہیں اگرچہ ہارس ٹریڈنگ کی وجہ سے اسمبلیاں بدنام ہیں لیکن تھانوں میں بھی ہارس ٹریڈنگ کی کوئی کمی نہیں ہے اور سول ورکس کو دیا ہے ۶۸۴ میلین جناب اسپیکر سول ورکس بی اینڈ آر سب جانتے ہیں۔ بی اینڈ آر کا سابقہ وزیر بھی بیٹھا ہے اسقدر کرپشن اسقدر پرسنٹیج مجھے ۹۱-۹۲ میں ۲۸ لاکھ شینگل روڈ کے لئے دیئے گئے ہیں خرچ نہیں کرتے تھے آخر سال تک پھر اس سال میں پرسوں سے انہوں نے کام شروع کیا اور آفیسرز حضرات ایکسین ایس ڈی او ٹھیکدار کو کہتے ہیں۔ کام جلدی کریں کام کو آگے چلائیں ورنہ آپ کا پیسہ [lapse] لیپس ہو جائے گا جب وہ ٹھیکیدار کام نکالتے ہیں تو یہاں سے ایک لاکھ پر ۴۵ ہزار پرسنٹیج ہے کل کی بات ہے۔ ہمارے اپنے حلقۂ انتخاب کا جو ٹھیکیدار ہے وہ بتا رہے تھے کہ ہم سے ایک لاکھ پر ۴۵ ہزار پرسنٹیج لے رہے ہیں میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ ترقی ہے یا صوبے اور قوم یا ہمارے حلقۂ انتخاب کی بربادی ہے اور ضرور اس کا پارپرس ہوگی یہ کمیونیٹی [community] مراکز کے لئے ۱۲ رکھا ہے میں سمجھتا ہوں کبھی کبھی ہم بھی جاتے ہیں وہاں نکاح پڑھاتے ہیں خطبہ پڑھاتے ہیں یہ اکثر عیاشی کے مراکز ہیں اسکی کوئی افادیت نہیں ہے اور تعلیم کے مد میں دیا ہے ۱۷۷۴ میلین میں یہ سمجھتا ہوں کہ تعلیم پر خرچ تو زیادہ ہو رہا ہے پچھلے سال ایک سو پچاس کروڑ دیا ہے اور اور اس سال ۱۷۷۴ میلین کی رقم دی گئی ہے لیکن ہمارے تعلیمی اداروں نہ اسلامیات کے ماہر فارغ ہوتے ہیں نہ اکنامکس کے ماہر فارغ ہوتے ہیں لیکن طبعات کا ماہر نکال سکتے ہیں نہ کوئی

کیمیا بنا سکتا ہے نہ کوئی زردوبین بنا سکتے ہیں۔ اور پھر تعلیم کے حوالے سے یہ پرائیویٹ ادارے جو ہیں اس کو فوری طور پر ختم ہونا چاہیئے کیونکہ ان پرائیویٹ اداروں کی وجہ سے وہ غریب طبقہ میں احساس محرومی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ پرائیویٹ اسکولوں کا صرف ایک ہی فائدہ ہے وہاں عیسائی ترانے پڑھا سکتے ہیں۔ جناب اشرف تو اس ٹائم نہیں ہے وہ بھی ماسٹر رہا ہے اس میں اور میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کا یہاں ایک اسلامی اور قبائلی معاشرہ ہے اور یہاں جو پرائیویٹ اسکول ہیں اس میں اکثر عیسائی اور مغرب کی ثقافت دیکھا رہے ہیں ہمارے مسلمان اور ہمارے قبائلی جب جاتے ہیں تو وہاں مغرب کا لباس پہنتے ہیں مغرب نے دور سے آکر ہمارے لباس اور ثقافت کو دھکیل دیا یہ بھی بڑی بیغور (طبقے) کی بات ہے افرادی قوت محنت کی انتظامیہ کے لئے رکھا گیا ہے۔ ۵۶ میلین یہ افرادی قوت جو ہے اس کی کوئی افادیت نہیں ہے کچھ ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں میری ذاتی رائے ہے کہ ان کو ختم کرنا چاہیئے جس طرح خوراک اور یہاں امداد کے لئے رکھا گیا ہے ۴۸ میلین تو یہ امداد کس کو دینا ہے عوام سمجھتے ہیں ہم کو نہیں دینگے عوام آپ کے بجٹ سے مایوس ہیں۔

جناب اسپیکر! تو یہ امداد کس کو دینی ہے عوام کہتے ہیں ہم کو دینگے جب کہ عوام آپکے اس بجٹ سے مایوس ہیں۔ جناب اسپیکر ان کو ادراک نہیں کہ وہ سمجھ سکیں ہمارے بہت سے اراکین اسمبلی کو بجٹ کا معلوم نہیں یعنی وہ بجٹ کے معنی نہیں سمجھتے انکو معلوم نہیں بجٹ کے معنی کیا ہیں۔

جناب اسپیکر۔ اوقاف کے لئے یہ گیارہ میلین رکھے ہیں میرے خیال میں اس سے صرف اوقاف کے وزیر کو خوش کرنا ہے کیونکہ جب میں محکمہ خوراک کا وزیر تھا تو میں نے اندازہ کیا کہ یہ محکمہ خوراک فالتو ڈیپارٹمنٹ ہے تقریباً یہاں خوراک کی کوئی افادیت

نہیں ہے اس کے لئے تین سو ساٹھ میلین روپے رکھے گئے۔

نواب محمد اسلم رئیسانی (وزیر خزانہ) (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر میں مولانا صاحب سے ایک وضاحت چاہتا ہوں جب وہ محکمہ خوراک کے وزیر تھے تو اس وقت انہوں نے محکمہ خوراک کو ختم نہیں کیا لیکن اب جب کہ وہ وزیر نہیں رہے تو کہتے ہیں محکمہ خوراک کو ختم کردیں۔

مولانا عبدالباری۔ جناب اسپیکر اس محکمہ کو قائم رکھنا یا بحال رکھنا اس کی بھی کئی ایک مجبوریاں ہونگی تاہم اس وقت بھی میں نے فیڈرل گورنمنٹ سے سفارش کی تھی کہ محکمہ خوراک کی کوئی ضرورت نہیں ہے سوائے اسکے کہ اسمیں کرپشن ہے۔ چپراسی سے لیکر خدانخواستہ وزیر تک اس حد تک اسمیں کرپشن ہے لہذا اسکو پرائیوٹائز privatize کریں ہم نے بہت کم کرکے ایک کنٹرول سسٹم مرکز کو بھجوایا اس پر کوئی بات نہیں ہوئی۔ امداد باہمی کے لئے آٹھ اعشاریہ آٹھ سو تینتیس 8.833 رکھا گیا ہے جناب اسپیکر یہ صرف ایک سودی ادارہ ہے اسطرح مخطوطات کے لئے سات سو سینتیس ملین آخر یہ مخطوطات ہے کیا چیز؟ وہ کیا خط کرینگے۔ غالباً یہ خط وکتابت کا سلسلہ ہے مخطوطات کا معنی خط شدہ اور مخطوطات اس کی جمع ہے۔ دیہی ترقی کے لئے چونسٹھ ملین رکھے ہیں۔ لیکن ہم لوگوں نے کوئی ترقی نہیں کی ہے میرے خیال میں یہ صرف صنعت کے لئے پینتیس ملین رکھے ہیں میں سمجھتا ہوں صنعت کے حوالے سے آپ لوگ کچھ تو مجھے دکھائیں کہ کہاں پر صنعت ہو رہی ہے؟ لہذا جناب اسپیکر! میں تجویز کرتا ہوں کہ بجٹ پاس کرنے سے پہلے پہلے گورنمنٹ کا جو نظام ہے ڈیپارٹمنٹس کے رولز آف بزنس کا اس پر گورنمنٹ

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ حاجی صاحب آپ ان کو تقریر کرنے دیں۔

مولانا عبدالباری۔ جناب اسپیکر۔ ہمارے حلقہ پشین میں کوئی بھی نئی اسکیم نہیں دی گئی ہے کوئٹہ جو بلوچستان کا دارالخلافہ ہے پشین اس کے بعد سب سے بڑا ضلع ہے جناب والا پشین کا ضلع ایک بڑا زرعی علاقہ ہے جیسے تلات زرعی علاقہ ہے ہمارے پشین کے جتنے بھی کاریزات ہیں وہ بارشوں کے سبب دب گئے ہیں اس ضمن میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کرونگا کہ وہ کاریزات کے لئے کچھ رقم مختص کریں تاکہ جو کاریزات بارشوں کے وجہ سے دب گئی ہیں ان کی مرمت کی جاسکے کیونکہ پہاڑوں سے بارش کی وجہ سے جو پانی آرہا ہے یہ کاریزات دب گئی ہیں۔ جناب اسپیکر اس کے علاوہ ضلع پشین میں ڈیلے ایکشن ڈیم بنانے کا بندوبست کریں۔ وزیر صحت صاحب نے گذشتہ دو ڈھائی سالوں سے ایک مرتبہ بھی ہمارے سوالات کے جواب نہیں دیئے اور نہ ہمارے اپوزیشن کے

ضرور نظرثانی کرے اور میں اس کی سفارش کرونگا۔ اپنے وزیراعلیٰ اور وزیرخزانہ صاحبان سے کہ جسطرح دیگر صوبوں۔ سینٹ اور قومی اسمبلی کے ملازمین کے لئے بجٹ سیشن میں ایک مستقل تنخواہ دی جاتی ہے ہم بھی سفارش کرتے ہیں کہ صوبائی وزیراعلیٰ صاحب بھی اور اگر جناب اسپیکر آپ بھی ملازمین کے خیرخواہ ہیں یعنی آپ اور قائد ایوان دونوں ملازمین کے لیے مخلص ہیں تو قائد ایوان اسمبلی ملازمین کے لئے ایک تنخواہ کا اعلان کریں۔ اور اسپیکر صاحب۔ آپ خود بھی اسمبلی ملازمین کے لئے ایک تنخواہ کا اعلان کریں۔ آخر آپ کے لئے بھی خیرات کی ضرورت ہے لہٰذا آپ بھی خیرات کریں۔ جناب اسپیکر۔ پچھلے دو سالوں کے دوران جو بجٹ پیش کیا گیا اس میں نواب صاحب نے آخر میں لکھا ہے کہ وہ اسلامی نظام کے لئے کوشش کریں گے ہم لوگ نہیں سمجھتے یہ اسلامی نظام کہاں گیا ان کی کوشش کہاں تک پہنچ گئی اپنی بجٹ تقریر میں نواب صاحب کوئی اسلامائزیشن کی بات نہیں کی ہے اور اس وجہ سے مسلمان اس بجٹ سے احساس محرومی کا شکار ہیں۔

حاجی محمد شاہ مردانزئی (صوبائی وزیر) جناب اسپیکر۔ مولانا صاحب بڑی عجیب وغریب بات کہتے ہیں کہ اسلامی نظام کے لیے پیسہ نہیں رکھا دوسری طرف وہ کہتے ہیں اوقاف کے لئے جو پیسہ رکھا گیا ہے وہ صرف مساجد پر خرچ ہوا ہے جناب والا مسجدوں کے لئے پیسہ خرچ ہوا تو یہ کہتے ہیں غلط خرچ ہوا۔ یہی غلط ہوتا ہے جو ہم رکھتے ہیں آخر وہ کونسا فنڈ ہے جو اسلام کے لئے رکھیں مسجدوں پر بھی تو اسلام کے لئے بھی پیسہ خرچ ہوتا ہے آپ کو پتہ نہیں ہمیں پتہ نہیں اس کے ذہن میں کونسا اسلام ہے۔ اور کونسا اسلام وہ چاہتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں اسلامی ادارے یہاں بھی ہیں وہ ذرا اسکی وضاحت کریں۔ ہمیں تو سمجھ نہیں آرہی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

حلقہ کے دورے میں بیسیوں سنٹرز اور ڈسپنسریاں سول ہسپتال جو بنائے گئے ہیں وہاں کوئی مریض نہیں آتے ہیں وہاں کسی مریض کا علاج نہیں ہوتا اور اکثر ان سنٹرز میں حیوانات اور گدھے پھر رہے ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر! اس بجٹ ۹۳-۹۲ میں غالباً ایم پی اے فنڈ کے لئے اکیس کروڑ رکھے گئے ہیں غالباً پھر یہ پچاس پچاس کے حساب سے ایم پی ایز میں تقسیم ہونگے میرے خیال میں گورنمنٹ کے سارے وزیروں اور سارے ایم پی ایز کو ملکر اس بارے میں احتجاج کرنا چاہیئے کیونکہ پچاس لاکھ روپے تو ایک بڑی واٹر سپلائی اسکیم بھی نہیں بنائی جاسکتی ہے ایم پی اے فنڈ کم از کم ایک کروڑ ہونا چاہیئے اگرچہ ایم پی اے فنڈ وزراء صاحبان اور ایم پی اے صاحبان کا حصہ ہوتا ہے لیکن [illegible] افسروں کو بھی آنا چاہیئے۔ (مداخلت)

میر محمد اسلم بزنجو (وزیر) جناب سپیکر، مولانا صاحب نے ایک بڑی توجہ اور نکتے کی بات کہی ہے اس کی وضاحت ہونی چاہیئے انہوں نے کہا کہ ڈسپنسریوں میں جو ملکار [illegible] ہیں ہم پر انہیں سسپینڈ suspend کیا جاتا اس بارے میں میری تجویز ہے کہ مولانا صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دیا جائے جس میں ہم میں سے بھی ایک دو ممبرز رکھیں جو اس بات کی تحقیقات کرے میں سمجھتا ہوں اگر صوبے کی یہ حالت ہے تو پھر صوبے کا خدا حافظ ہے تاہم اگر یہ بات غلط ہے تو مولانا صاحب مہربانی فرما کر غلط بیانی سے کام نہ لیں اور اگر یہ بات صحیح ہے تو اس پر فوری کارروائی ہونی چاہیئے۔

مولانا عبدالباری۔ اگر میری سربراہی میں ایسی کوئی کمیٹی بنائی گئی۔ تو میں سب سے پہلے میں اس گورنمنٹ کو سسپینڈ suspend کرونگا اور متعلقہ وزیر کو بھی۔ جناب سپیکر صاحب سوشل ایکشن پروگرام کے تحت ۲۵ فیصد جو بیرونی امداد پہ انحصار کیا گیا ہے لیکن بیرونی

امداد دینے والے ادارے اپنی مختلف تجاویز لے کر امداد دیتے ہیں مقصد یہ ہے کہ بڑے بنک اکثر سود پر قرضے دیتے ہیں۔ اور دے رہے ہیں انیس سو بانوے ترانوے سے ہمارا یہ تجزیہ رہا ہے بیرونی امداد دینے والے ادارے اکثر منصوبہ بندی اور پروگرام جو بناتے ہیں اس میں یہودی مشنری ملوث ہے لہذا میری تجویز ہے کہ بیرونی امداد پر بھی سود کو ختم کریں اور اسکیموں کی منصوبہ بندی بھی پاکستان خود کرے یہ سود ختم ہونا چاہیے اور اگر سود ختم نہیں کر سکتے ہیں تو منصوبہ بندی بلوچستان یا پاکستان خود کرے جناب اس وقت میں سمجھتا ہوں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں اس بجٹ سے صوبے کی ترقی یا فلاح و بہبود نہیں ہو سکتی ہے اور اگر ہم چاہتے ہیں۔ کہ صوبے کی اصلاح ہو جائے اور صوبے میں اسلامی معاشرہ قائم ہو جائے یا اسلامی تشخص قائم ہو جائے دو چیزیں کرنا ضروری ہیں ایک تو صوبے کی حد تک اسلامائزیشن اور دوسری بات پر سنٹیج کا خاتمہ یہ پر سنٹیج اور کمیشن اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ میرے خیال میں پچھلے سال چالیس فیصد تھی اس سال پینتالیس فیصد اور آئندہ سال ساٹھ فیصد یا شاید سو فیصد ہوگا۔ اس کے نتیجے میں عوام اور ڈویلپمنٹ کے لئے کوئی رقم نہ ہوگی لہذا میری اس گورنمنٹ سے اس معزز ایوان سے اور معزز حضرات سے یہ درخواست ہوگی کہ وہ مل بیٹھ کر اسکے بارے میں کوئی پلاننگ کریں آفیسر حضرات سے اور وزیر حضرات بھی کچھ دیر سے اس میں ملوث ہیں اور ابھی ہمارے ایم پی اے حضرات کو بھی اس کمیشن نے خراب کر دیا ہے لہذا اس کمیشن کا خاتمہ انتہائی ضروری ہے اگر آپ لوگوں نے کمیشن کا تدارک نہ کیا تو ہم صوبے کو کوئی ترقی نہیں دے سکتے ہیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

جناب ڈپٹی اسپیکر ۔ تھینک یو مولانا صاحب اب پکول علی صاحب

مسٹر کچکول علی ایڈووکیٹ ۔ جناب اسپیکر صاحب۔ میں نے آج صبح سیکرٹری صاحب سے کہدیا تھا کہ آج چونکہ ڈاکٹر ملک صاحب کی تقریر ہے اسلئے میں کل کرونگا

جناب ڈپٹی اسپیکر ۔ کل کے لئے نام بہت زیادہ ہیں

مسٹر کچکول علی ایڈووکیٹ ۔ تو پھر دیا مجھے کہدیتے تاکہ میں آج کے لئے تیاری کر لیتا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر ۔ اور کوئی ممبر؟

جناب ڈپٹی اسپیکر ۔ ۔ محمد شاہ مردان زئی صاحب۔ غالباً کوئی نہیں میرے خیال میں اجلاس کل شام تک چلے گا۔ بہر حال اسمبلی کی کارروائی مورخہ بائیس جون ۹۳ء صبح دس بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

اسمبلی کا اجلاس گیارہ بجکر چالیس منٹ پر (قبل دوپہر) اگلی صبح دس بجے (سہ شنبہ) تک کے لئے ملتوی ہوگیا